جامعہ عثمانیہ گلشن بلاک لاہور کا ترجمان

نوائے خادم

زیر سرپرستی

ولی کامل، استاذ العلماء والصلحاء

شیخ التفسیر والحدیث

حضرت مولانا

خادم حسین شجاع آبادی

ابو عبید

مہتمم جامعہ ھذا

حفظہ اللہ

jamiausmania1.blogspot.com
nawaekhadim@gmail.com

جمعیت طلباء عثمانیہ

شائع کردہ

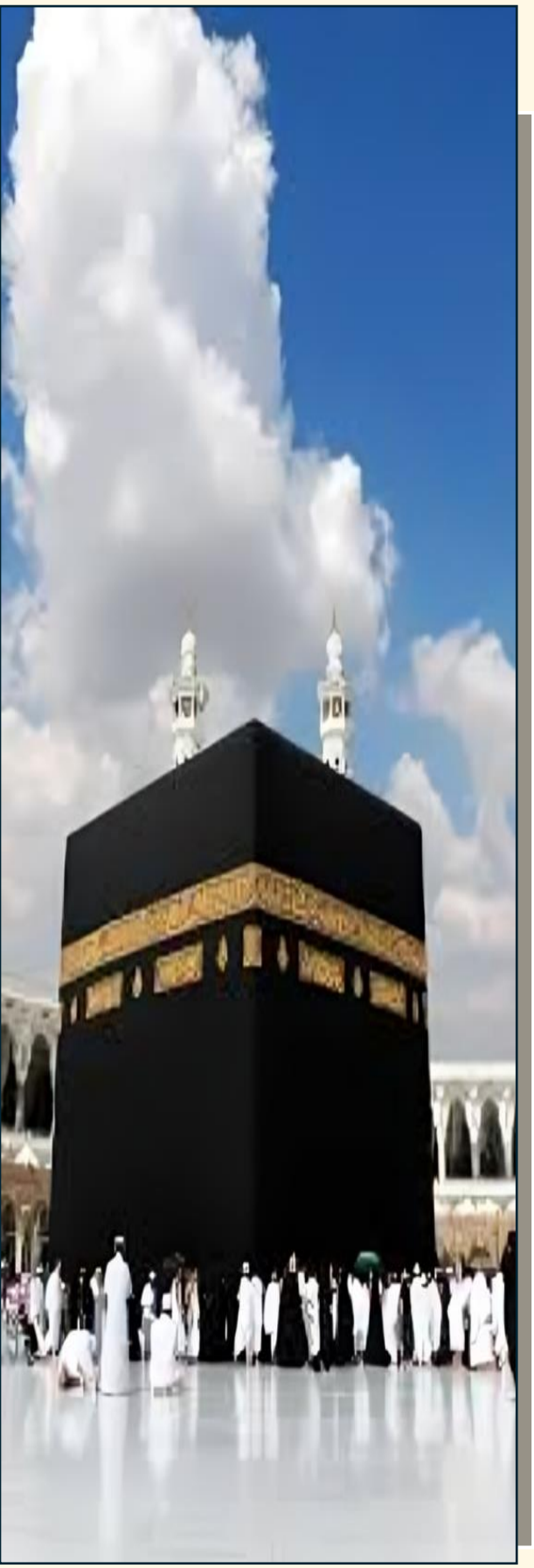

نوائے خادمِ اراکین

بیاد

- مہر احمد بخش مرحوم
- مولانا یسین احمد عثمانیؒ
- مولانا محمد حفظ الرحمن فاروقیؒ

زیر سرپرستی

شیخ الحدیث والتفسیر

حضرت مولانا خادم حسین صاحب

دامت برکاتہم العالیہ

زیر نگرانی

- حضرت مولانا احمد قاسمی صاحب
- مفتی ناصر الدین مظاہری صاحب

مدیر اعلیٰ

حضرت مولانا محمد عبید الرحمن صدیق صاحب

مدیر

مولانا محمد داؤد الرحمن علی صاحب

مدیر معاون

مولانا سہیل نواز عثمانی صاحب

مجلس مشاورت

- مولانا شوکت علی اعوان صاحب
- مولانا محمد اکرم عثمانی صاحب
- مفتی محمد شمس الرحمن عثمان صاحب
- قاری محمد عبید اللہ صاحب
- ڈاکٹر مفتی عتیق الرحمن صاحب
- مولانا عبد اللہ ہزاروی صاحب
- مولانا عمیر نواز صاحب
- ڈاکٹر محمد عثمان غنی صاحب
- قاری محمد اسلام صاحب
- صاحبزادہ حافظ محمد قاسم اسامہ صاحب

فہرست مضامین

اداریہ	04
درس قرآن	06
درس حدیث	08
حمد باری تعالیٰ	10
نعت رسول ﷺ	11
حج کی فرضیت اور اس کا شرعی مقام	12
حج کی فرضیت اور اس کی اہمیت	16
حج کی اقسام	19
حج بدل	23
حج افراد	26
حج قران	28
حج تمتع	30
میقات	33
عمرہ کا طریقہ قدم بہ قدم	35
حج قدم بہ قدم	38
احرام و حرم کی ممنوعات	43
آقا ﷺ کے دربار میں حاضری	45
حجاج کرام کا وطن واپسی پر استقبال	48

اداریہ

محمد داؤد الرحمن علی (مدیر مجلہ نوائے خادم)

ایامِ حج کے آغاز کے ساتھ ہی حجاجِ کرام محبت و عقیدت کے ساتھ حرمینِ شریفین کی جانب رواں دواں ہیں، اور لبیک اللّٰھُمَّ لبیک کی صدائیں ہر دل میں ایک نیا جوش بھرتی ہیں۔ اسی احساسِ روحانیت کے پیشِ نظر اس شمارے کو حج نمبر قرار دیا گیا ہے تاکہ حجاجِ کرام کو آسانی ہو اور قارئین کرام کو حج سے متعلق تمام معلومات ایک ہی جگہ دستیاب ہوں۔

حج اسلام کا پانچواں رکن ہے اور اسے دینِ حق کی عظیم ترین عبادات میں شمار کیا جاتا ہے۔ یہ وہ فریضہ ہے جو ہر صاحبِ استطاعت مسلمان پر زندگی میں کم از کم ایک بار فرض کیا گیا ہے۔ حج نہ صرف اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کا ذریعہ ہے بلکہ یہ انسان کو روحانی، اخلاقی اور معاشرتی سطح پر بھی بلند کرتا ہے۔

حج کا روحانی مقصد

حج کا بنیادی مقصد اللہ کی قربت اور اس کی بندگی میں خالصیت ہے۔ حج کے ذریعے انسان اپنے نفس کی خود پسندی، تکبر اور دنیا کی محبت سے آزاد ہو کر اللہ کے سامنے عاجزی سے سر جھکاتا ہے۔ یہ وہ عبادت ہے جس میں دنیا کی ہر چیز، خواہ وہ دولت ہو یا حیثیت، برابر ہو جاتی ہے۔ سفید احرام میں ملبوس لاکھوں مسلمان ایک ہی صف میں کھڑے ہو کر اللہ کی وحدانیت اور انسانیت کی برابری کا عملی مظاہرہ کرتے ہیں۔

حج کی اجتماعی فضیلت

حج ایک عظیم اجتماعی عبادت بھی ہے۔ یہ دنیا بھر کے مسلمانوں کو ایک جگہ جمع کر کے اتحاد و بھائی چارے کا پیغام دیتا ہے۔ اس دوران زبان، رنگ، نسل اور ملک کی حدود ختم ہو جاتی ہیں اور ہر مسلمان ایک ہی مقصد کے تحت اللہ کی عبادت میں مشغول ہوتا ہے۔ یہ وحدت اسلام کی قوت اور دنیا کی سب سے بڑی طاقت ہے۔

حج کے اخلاقی اثرات

حج انسان کے اخلاق کو سنوارتا ہے۔ یہ سکھاتا ہے کہ انسانیت کی خدمت، صبر، برداشت، دوسروں کی تکریم اور خود احتسابی زندگی کا حصہ ہو۔ حج کے بعد انسان کے اندر ایسی قوت پیدا ہوتی ہے کہ وہ اپنی زندگی میں برائیوں سے بچنے اور نیکیوں کو اپنانے کا عزم مضبوط کر لیتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ انسان کی اصل عظمت اس کی دنیاوی کامیابی میں نہیں بلکہ اس کی اللہ کے سامنے عاجزی اور تقویٰ میں ہے۔

حج کی دنیاوی اور آخرتی برکتیں

رسولِ اکرم ﷺ نے حج کی عظمت اور اس کے ثمرات کے بارے میں کئی احادیث میں بیان فرمایا ہے۔ حج کرنے والا شخص گناہوں سے پاک ہو کر واپس آتا ہے، گویا اس کی ماں نے اسے پیدا کیا ہی نہیں۔ اس کے ساتھ ہی حج دنیا میں بھی انسان کی زندگی میں برکت اور سکون کا سبب بنتا ہے، کیونکہ اس سے انسان کی نظر دنیا کمزور ہو کر نظر آخرت مضبوط ہوتی ہے۔

حج ایک عظیم عبادت ہے جو انسان کو اللہ کی طرف لے جاتی ہے، اسے انسانیت کا حقیقی مقام سمجھاتی ہے اور معاشرے میں محبت، بھائی چارہ اور مساوات کا پیغام پھیلاتی ہے۔ اس لیے ہر مسلمان کا فریضہ ہے کہ اگر اللہ نے اسے استطاعت دی تو وہ اس عظیم عبادت کو انجام دے کر اپنی زندگی کو معنوی بلندی دے۔

اللہ ہم سب کو حجِ بیتِ اللہ کی سعادت نصیب فرمائے اور ہمیں اس کے مقاصد کو سمجھنے اور اپنانے کی توفیق عطا کرے۔ آمین۔

حضرت مولانا خادم حسین صاحب دامت برکاتہم العالیہ

مسلمانوں نے تیرہ سال مکہ مکرمہ میں انتہائی مظلومیت کے ساتھ گزارے۔ مشرکین کی طرف سے ایذائیں برداشت کیں۔ مدافعت کی جنگ کی اجازت بھی نہیں تھی۔ مدینہ منورہ ہجرت کر جانے کے بعد بھی دشمنوں نے پیچھا نہیں چھوڑا تو پہلی بار مدافعت کے لئے جنگ کی اجازت ملی۔ فرمایا:

پہلی بار اجازتِ جہاد:**قاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم ولا تعتدوا... (آیۃ: ۱۹۰)**

پھر اس اجازت کو تین شرطوں سے مشروط فرمایا۔(۱)خود پہل نہ کریں۔(۲)جو میدانِ جنگ میں لڑ رہے ہوں یا کمک پہنچا رہے ہوں یا تدبیریں بنا رہے ہوں صرف ان سے لڑیں۔(۳)حد سے تجاوز نہ کریں۔ مثلاً عورتوں، بچوں اور مذہبی رہنماؤں پادریوں کو نہ ماریں۔ اور مقصدِ جہاد عزتِ دین اور کلمۂ توحید کی سربلندی ہے، اور علتِ جہاد یہ کہ انہوں نے تمہیں مکہ مکرمہ سے نکالا ہے تم بھی انہیں نکال دو۔ دوسری علت شرک قتل سے سخت ہے۔ شرک کو مٹانے کے لئے جنگ جائز ہے۔ تمہیں اعتراض کرنے کا حق نہیں۔

اخرجوہم من حیث اخرجوکم والفتنۃ اشدُّ من القتل۔ (آیۃ:۱۹۱)

پھر جہاد میں کامیابی کے لئے بیت اللہ جا کر دعائیں کرو، حج اور عمرہ بھی ادا کرو۔

دوسری بار حکم جہاد:**''وقاتلوہم حتّٰی لا تکون فتنۃ ویکون الدّین لِلّٰہ'' (آیۃ: ۱۹۳)**

اس آیت میں حکمِ جہاد اور اس کی انتہا کا بیان ہے کہ مشرکین سے لڑتے رہو یہاں تک کہ وہ لڑائی بند کر دیں، توحید کو قبول کر کے مبلغِ دین بن جائیں۔

تیسری بار حکمِ جہاد: **''كتب عليكم القتال وهو كرهٌ لكم'' (آیۃ: ۲۱۶)**

اس آیت میں جہاد کا تیسری بار حکم ہے کہ جہاد تم پر فرض ہے، اگرچہ انسانی طبیعت کو گراں محسوس ہوتا ہے، طبعی گرانی کا کوئی اعتبار نہیں کیونکہ بعض چیزیں ظاہری اور مادی نقصانات کی وجہ سے طبیعت پر گراں گزرتی ہیں اور ناپسند ہوتی ہیں مگر انجام اور پوشیدہ فوائد کے لحاظ سے خیر و برکت والی ہوتی ہیں اور عکس میں عکس۔ انہی میں سے جہاد کو لے لیں کہ یہ بظاہر قتل و خونریزی اور مال و جان کے ضیاع کی وجہ سے گراں اور ناپسند طبیعت ہے مگر انجام کے لحاظ سے بہتر ہے کیونکہ جہاد کی وجہ سے قوم و ملت کو سربلندی حاصل ہوتی ہے، وقار و شان و شوکت برقرار رہتی ہے، عزتِ جان و مال کی حفاظت ہوتی ہے، غازیوں اور شہداء کے درجات حاصل ہوتے ہیں اور اس کے برعکس ترکِ جہاد سے بظاہر آرام و راحت اور مال و جان کی حفاظت، مشکلاتِ جہاد سے امن نظر آتے ہیں مگر اس میں دارین کا خسارہ ہے۔ کفار کے ہاتھوں ذلت اور رسوائی متوقع ہے کیونکہ ہم نے جہاد نہ کیا وہ حملہ آور ہو گئے تو ستیاناس کر دیں گے، جوانوں کو قتل کر دیں گے، عورتوں اور بچوں کو غلام باندیاں بنالیں گے، شہروں پر قبضہ کر لیں گے، دین اور دنیا دونوں تباہ و برباد کر دیں گے۔ پھر رونے چیخنے سے کچھ حاصل نہیں ہو گا۔ اسی واسطے اللہ تعالیٰ کے حکم جہاد پر عمل کرو۔ **والله يعلم وانتم لا تعلمون.**

درس حدیث

حضرت مولانا خادم حسین صاحب دامت برکاتہم العالیہ

حضرت انسؓ فرماتے ہیں ایک دفعہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جارہا تھا، آپؐ نے موٹے کناروں والی ایک نجرانی چادر اوڑھی ہوئی تھی۔ ایک بدوی راستہ میں مل گیا اس نے چادر کے دو کناروں سے پکڑ کر اس طرح زور سے کھینچا کہ آپ علیہ السلام اس بدوی کے سینے سے جالگے۔ میں نے دیکھا آپ اکی گردن کے کناروں پر اور کندھے پر اس چادر کے کھینچے جانے کی وجہ سے نشان پڑ گئے تھے۔ پھر اس نے کہا:

يَا مُحَمَّدْ مُرْ لِيْ مِنْ مَالِ اللهِ الَّذِيْ عِنْدَکَ فَالْتَفَتَ اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ ضَحِکَ ثُمَّ اَمَرَ لَهٗ بِعَطَاءٍ ۔ (متفق علیہ)

”اے محمد! اللہ کے اس مال سے جو تیرے پاس ہے میرے لئے حکم دے آپ علیہ السلام نے اس کی طرف دیکھا اور مسکرائے پھر حکم دیا کہ اسے کچھ دیا جائے“۔ (متفق علیہ)

حضرت انسؓ کا ہی بیان ہے کہ آپ علیہ السلام اشجع الناس تھے یعنی تمام لوگوں سے زیادہ بہادر تھے۔ ایک دفعہ مدینہ منورہ میں خوف پھیل گیا یعنی دشمن کے حملے کا خطرہ ہو گیا۔ لوگ آنیوالی آواز کی طرف بھاگے، تو آپ بھی ادھر متوجہ ہوئے اور باقی لوگوں سے پہلے پہنچ گئے جہاں تک خطرہ تھا دیکھ بھال کر واپس آ گئے اور لوگوں سے فرمایا گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے ادھر کوئی نہیں۔ آپ علیہ السلام حضرت ابو طلحہؓ کے گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر یعنی بغیر زین کے سوار ہو کر اپنے گلے میں تلوار لٹکائے ہوئے تشریف لے گئے تھے، گھوڑے کی بھی تعریف فرمائی: لَقَدْ وَجَدْتُّهٗ بَحْرًا۔ (متفق علیہ) میں نے اس گھوڑے کو سمندر پایا یعنی پانی کی طرح چلتا تھا۔

مَا سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا قَطُّ فَقَالَ لَا۔ (متفق علیہ)

"آپ نے مانگنے والے کو کبھی "معاف کر بابا" نہیں کہا۔ یعنی مانگنے والے کے سوال کو رَد نہیں فرماتے تھے"۔

اگر آپ کے پاس ہوتا تو آپ دے دیتے نہ ہوتا تو خاموش رہتے یا وعدہ فرما لیتے کہ جب مال آ گیا دے دونگا یا پھر اصلاح فرما دیتے، مانگنا اچھا نہیں ہوتا، قیامت کے روز مانگنے والے کے منہ پر خراشیں ہونگی، منہ پر گوشت نہیں ہو گا ہڈیاں نکلی ہوئی ہوں گی۔

حضرت انس ص کا بیان ہے کہ آپ علیہ السلام اجود الناس تھے۔ یعنی تمام لوگوں سے زیادہ سخی تھے۔ فرماتے ہیں ایک دفعہ ایک شخص نے آپؐ سے سوال کیا تو آپؐ نے اس کو ساری بکریاں عطا کر دیں جو کثیر تعداد میں دو پہاڑوں کے درمیان چر رہی تھیں۔ وہ شخص وہ بکریاں لے کر اپنی قوم کے پاس آیا اور کہا اے قوم مسلمان ہو جاؤ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایسی عطا کرتے ہیں کہ انہیں فقر کا کوئی خطرہ نہیں ہوتا۔ (رواہ مسلم)

حمد باری تعالیٰ

محمد داؤد الرحمن علی

تمام حمد ہے اُس رب کے لیے، جو ہر ذرّے کا خالق ہے
جس کی قدرت سے چلتا ہے جہاں، اور ہر راز کامل ہے
زمین کی ہر خوشبو، آسمان کی ہر روشنی اُس کی نشانی ہے
اور ہر سانس، ہر دھڑکن اُس کے کرم کی کہانی ہے
وہی رحمن جو دے بغیر مانگے ہر خوشی
وہی رحیم جو بخش دے خطا کی ہر صدی
ہر صبح اُس کے جلوے سے روشن اور مہتاب ہے
ہر شام اُس کی رحمت کی چھاؤں میں سنوارا خواب ہے
اے رب! داؤد کو اپنے ذکر میں فنا کر دے
اپنی حمد میں ہمارے دلوں کو ہم آہنگ کر دے

نعت رسول مقبول ﷺ

محمد داؤد الرحمن علی

ہے ناز مجھ کو، ہے یہ سعادت کہ امتی ہوں میں مصطفیٰؐ کا
غلام بھی ہوں، نیاز مند بھی، یہ انعام ہے خدا کا
ترے زمانے میں کاش اٹھتا تو زندگی گلستان ہوتی
ترے قدموں کی خاک سرمہ، مری نگاہوں کی جان ہوتی
ترے سفر، ہجرت و مشقت میں آزمائش بھی آسان ہوتی
تری محبت میں جان دینا، یہی سلیقہ تھا بندگی کا
امام تُو ہوتا، مقتدی میں، وضو کے قطرے نہ گرنے دیتا
زمینِ طائف میں ڈھال بن کر، ہر ایک سنگِ جفا ہٹا دیتا
وہ اہلِ صُفّہ، وہ بدر والے، جدھر سے ایماں والے گزر کے آتے
اسی فضا میں قرار پاتا، وہی زندگی کا ٹھکانہ ہوتا
نظر اٹھاتا تو دیکھ لیتا صحابہ کے قافلے پیادہ
لباس سادہ، مکاں خستہ، قیام زیادہ، طعام سادہ
سحر سے شب تک تری خدمت، مری حیات کا سرمایہ
یوں اپنی قسمت میں موت لکھتا، کہ بوسہ لیتا ترے قدم کا
وہ عدل کے باب، فیصلے تیرے، میں دیکھتا حق کے ترازو میں
وہ سادہ منبر، وہ لب کی جنبش، وہ تیغِ حق آپ کے ہاتھوں میں
لپٹ کے آپ سے میں عرض کردیتا،آپ سے محبت ہے زمانے بھر میں
داؤد لہوئے دل پیش کر کے کہتا، یہ حق ہے آقا آپ کے دفاع کا

حج کی فرضیت اور اس کا شرعی مقام

حج اسلام کے پانچ بنیادی ارکان میں سے ایک عظیم الشان رکن ہے، جس پر دینِ اسلام کی عمارت قائم ہے۔ جس طرح نماز، روزہ اور زکوٰۃ کی فرضیت قرآنِ کریم، سنتِ رسول ﷺ اور اجماعِ امت سے ثابت ہے، اسی طرح حج کی فرضیت بھی قطعی دلائل سے ثابت ہے۔ اس لیے جو شخص حج کی فرضیت کا انکار کرے، وہ ضروریاتِ دین کا منکر ہے اور دائرۂ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔(الفقہ الاکبر، امام ابو حنیفہؒ، شرح العقائد النسفیہ، تفتازانیؒ، فتاویٰ عالمگیری 1/219، العقائد الاسلامیہ، مولانا اشرف علی تھانویؒ)

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں حج کی فرضیت کو نہایت صراحت کے ساتھ بیان فرمایا ہے:

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا

یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ حج اللہ تعالیٰ کا بندوں پر واجب حق ہے، بشرطیکہ بندہ استطاعت رکھتا ہو۔ فقہائے احناف کے نزدیک اس آیت سے حج کی فرضیت قطعی طور پر ثابت ہوتی ہے۔(سورۃ آل عمران: 97، بدائع الصنائع 2/122، ہدایہ 1/141، فتح القدیر 2/455)

استطاعت کی حقیقت

استطاعت سے مراد یہ ہے کہ آدمی کے پاس سفر حج کے اخراجات، سواری، راستے کا امن، اور اہل و عیال کے نفقہ کا انتظام موجود ہو۔ محض جسمانی طاقت کافی نہیں بلکہ مالی استطاعت بھی شرط ہے۔(رد المحتار 2/456، فتاویٰ عالمگیری 1/220، فتاویٰ دارالعلوم دیوبند 6/510)

ارکانِ اسلام میں حج کی حیثیت

رسول اللہ ﷺ نے اسلام کے بنیادی ڈھانچے کو پانچ ستونوں پر قائم فرمایا، جن میں حج کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حج محض نفلی عبادت نہیں بلکہ دین کا ستون ہے۔(صحیح بخاری: 8، بدائع الصنائع 2/121، فتح القدیر 2/454)

حج: ترکِ محبوبات اور اظہارِ عبودیت

حج در حقیقت بندگی اور اطاعت کا اعلیٰ ترین مظہر ہے۔ انسان اپنی محبوب ترین چیزوں—وطن، اہل و عیال، تجارت اور راحت—کو چھوڑ کر اللہ کے حکم پر لبیک کہتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حج کو عبادات میں خاص مقام حاصل ہے اور یہ سفر محض جسمانی نہیں بلکہ روحانی انقلاب کا ذریعہ بنتا ہے۔(فضائلِ حج، مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ، اوجز المسالک 6/240)

حج افضل اعمال میں شمار ہوتا ہے

نبی کریم ﷺ نے حجِ مبرور کو افضل اعمال میں شمار فرمایا، جو اس عبادت کی غیر معمولی فضیلت پر دلالت کرتا ہے۔(صحیح بخاری: 1519، مرقاۃ المفاتیح 5/1827، بذل المجہود 7/110)

حجِ مبرور کی جامع تعریف

فقہاءِ احناف کے مطابق حجِ مبرور وہ ہے:

جو خالص اللہ کے لیے ہو جس میں فسق و فجور، لڑائی جھگڑا اور ریا نہ ہو، جس کے بعد حاجی کی زندگی میں عملی تبدیلی آجائے، ایسا حج قبولیت کی علامت سمجھا جاتا ہے۔(فتح القدیر 2/459، رد المحتار 2/458)

حجِ مبرور کا اجر: جنت

رسول اللہ ﷺ نے صراحت کے ساتھ فرمایا کہ حجِ مبرور کا بدلہ صرف جنت ہے۔ اس سے بڑھ کر کسی عمل کی فضیلت نہیں ہو سکتی۔ (صحیح بخاری: 1773، صحیح مسلم: 1349، بذل المجہود 7/114)

حج گزشتہ گناہوں کا کفارہ ہے

حج کی ایک عظیم برکت یہ ہے کہ یہ سابقہ گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔ فقہاءِ احناف کے مطابق اس سے صغیرہ و کبیرہ دونوں گناہ معاف ہو جاتے ہیں، بشرطیکہ حقوق العباد باقی نہ ہوں۔ (صحیح مسلم: 121، مرقاۃ المفاتیح 5/1832، فتح الباری 3/382)

حج دل کی اصلاح اور تقویٰ کا ذریعہ ہے

حج کا اصل مقصد ظاہری اعمال کے ساتھ باطنی اصلاح ہے۔ لباس، زبان، خواہشات اور معاملات میں ضبطِ نفس سکھایا جاتا ہے تاکہ بندہ متقی بن جائے۔ یہی بات قرآن مجید میں حج کے بیان کے ساتھ تقویٰ کو زادِ راہ قرار دے کر واضح کی گئی ہے۔ (القرآن، سورۃ البقرہ: 197؛ بیان القرآن، حکیم الامت اشرف علی تھانویؒ)

حج امتِ مسلمہ کے اتحاد کی علامت ہے

دنیا بھر کے مسلمان ایک لباس، ایک شعار اور ایک قبلہ کے ساتھ جمع ہو کر امت کے اتحاد اور مساوات کا عملی نمونہ پیش کرتے ہیں۔ حج نسل، زبان اور ملک کے فرق کو مٹا کر اخوتِ اسلامی کو مضبوط کرتا ہے۔ (حج اور اس کے مسائل، مفتی تقی عثمانی دامت برکاتہم)

حج فقر کو بھی دور کرتا ہے

حج اور عمرہ محض روحانی نہیں بلکہ دنیوی برکتوں کا بھی ذریعہ ہیں۔ احادیث کے مطابق یہ فقر اور تنگی کو ختم کرتے ہیں۔ (ترمذی: 810، معجم اوسط: 3814، فضائلِ حج، حضرت زکریاؒ)

حج میں خرچ کرنے کا اجر

حج میں خرچ کیا گیا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے برابر بلکہ کئی گنا زیادہ اجر کا باعث بنتا ہے۔ (مسند احمد: 23000، شعب الایمان: 3829)

حاجیوں کی خصوصی فضیلت

حاجی اور معتمر اللہ تعالیٰ کے مہمان ہوتے ہیں۔ ان کی دعائیں قبول ہوتی ہیں اور ان کی شفاعت بھی قبول کی جاتی ہے۔(سنن ابن ماجہ:2893، مرقاۃ المفاتیح)

فرض حج میں جلدی کرنا

احناف کے نزدیک فرض حج میں بلا عذر تاخیر کرنا مکروہِ تحریمی ہے، کیونکہ موت اور بیماری کا کوئی بھروسا نہیں۔(مسند احمد: 2867، ردالمحتار 2/460، فتاویٰ دارالعلوم دیوبند)

استطاعت کے باوجود حج ترک کرنے پر وعید

اگرچہ اہلِ سنت والجماعت کے نزدیک استطاعت کے باوجود حج نہ کرنے والا کافر نہیں ہوتا، مگر وہ سخت گناہ اور شدید وعید کا مستحق ہوتا ہے۔(ترمذی:812/ردالمحتار 2/458/فتاویٰ دارالعلوم دیوبند 6/512)

حج محض ایک فریضہ نہیں بلکہ روح کی تطہیر، گناہوں کی معافی اور زندگی کی سمت درست کرنے کا ذریعہ ہے۔ جو شخص استطاعت کے باوجود حج میں تاخیر کرتا ہے، وہ ایک عظیم نعمت کو ضائع کرتا ہے۔ زندگی ناپائیدار ہے، اس لیے جب اللہ تعالیٰ بلائے تو فوراً لبیک کہنا ہی دانشمندی ہے۔

حج
کب فرض ہوتا ہے؟
حج زندگی میں ایک مرتبہ ہر ایسے مسلمان پر فرض ہے جو آزاد، عاقل، بالغ اور تندرست ہو اور اس کے پاس ضروریاتِ اصلیہ (گھر، لباس، سواری، گھریلو سامان اور قرض وغیرہ) سے زائد اور اپنی غیر موجودگی میں اہل وعیال کے اخراجات کے علاوہ اتنا مال ہو کہ عادت اور حیثیت کے مطابق بیت اللہ آنے جانے کے سفری اخراجات اور زادِ راہ کے لیے کافی ہو۔

حج کی فرضیت اور اس کی اہمیت

حج اسلام کے پانچ بنیادی ارکان میں سے ایک ہے اور ہر صاحب استطاعت مسلمان پر زندگی میں ایک بار فرض ہے۔ دیوبندی فقہاء کے مطابق، حج کی فرضیت قطعی ہے اور اس کا انکار یا بلا عذر ترک شدید گناہ کے زمرے میں آتا ہے۔ حج نہ صرف ایک عبادت ہے بلکہ یہ ایمان کی جانچ اور روحانی پاکیزگی کا وسیلہ بھی ہے۔ صاحب استطاعت مسلمان کے لیے حج کرنا فرض ہے، اور اس میں تاخیر صرف دنیاوی مصروفیات کے باعث جائز نہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسلام میں حج کی اہمیت کس قدر ہے اور اسے ترک کرنا کتنا سنگین عمل ہے (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، جلد 6، باب الحج)۔

استطاعت کے معنی اور حج ترک کرنے کی وعید

علماء کے مطابق استطاعت صرف مال و دولت تک محدود نہیں بلکہ جسمانی صحت، سفر کی سلامتی، اور اہلِ خانہ کے نفقہ کا بندوبست بھی شامل ہے۔ جو شخص ان تمام شرائط کو پورا کرتے ہوئے حج ترک کرے، وہ اللہ کی نافرمانی کر رہا ہے اور اس پر شدید وعید لازم ہے۔ احادیث میں بھی واضح کیا گیا ہے کہ استطاعت رکھنے کے باوجود حج نہ کرنا انتہائی سنگین جرم ہے اور یہ انسان کو آخرت میں سخت مواخذے کا مستحق بناتا ہے (امداد الفتاویٰ، جلد 2، ص 120-121، مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ)

حدیث کی روشنی میں ترکِ حج کی وعید

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جو شخص حج کی استطاعت رکھتا ہو اور حج نہ کرے، چاہے یہودی یا نصرانی ہو کر مر جائے۔"

علماء فرماتے ہیں کہ اس حدیث کا مقصد یہ ہے کہ استطاعت کے باوجود حج ترک کرنے والے کی نافرمانی کو انتہائی سخت تنبیہ کے ذریعے بیان کیا گیا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حج ترک کرنا محض معمولی گناہ نہیں بلکہ اللہ کے واضح حکم کی خلاف ورزی ہے (جامع الترمذی، کتاب الحج، حدیث 812؛ شرح احادیث مولانا اشرف علی تھانوی)

ترکِ حج کی سنگینی اور آخرت میں نتائج

فقہاء نے وضاحت فرمائی ہے کہ جو شخص حج کی استطاعت رکھتا ہو اور اسے زندگی میں ادا نہ کرے، وہ نہ صرف دنیاوی محرومی کا شکار ہوتا ہے بلکہ آخرت میں بھی اس پر مواخذہ ہوگا۔ حج ترک کرنے والا شخص اللہ کے قریبی بندوں اور انبیاء کی سنت کی خلاف ورزی کر رہا ہے، اور اس کی یہ نافرمانی روحانی نقصان کے مترادف ہے (فتاویٰ نور الاسلام، جلد 1، ص 75، مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ)

وصیت کے ذریعے حج کی ادائیگی

اگر کسی پر حج فرض ہو اور وہ اپنی زندگی میں اسے ادا نہ کر سکے تو وصیت کے ذریعے حج کی ادائیگی کا بندوبست کرنا لازم ہے۔ علماء فرماتے ہیں کہ وصیت نہ کرنے والا بھی شدید مواخذے کا مستحق ہے کیونکہ حج ایک فرض عبادت ہے اور اس کی ادائیگی کا بندوبست ضروری ہے (فتاویٰ رحمانیہ، جلد 2، ص 210، دار العلوم دیوبند)

حج کی روحانی برکات اور نصیحت

حج اللہ تعالیٰ کے قرب کا وسیلہ اور گناہوں کی مغفرت کا ذریعہ ہے۔ جو شخص استطاعت کے باوجود حج نہیں کرتا، وہ نہ صرف اپنی آخرت میں برکات سے محروم رہتا ہے بلکہ روحانی ترقی کے مواقع بھی کھو دیتا ہے۔ علماء فرماتے ہیں کہ ہر صاحب استطاعت مسلمان پر لازم ہے کہ فوراً حج کا اہتمام کرے اور تاخیر سے بچے، تاکہ آخرت میں اللہ کی ناراضگی سے محفوظ رہ سکے (امداد الفتاویٰ، جلد 2، ص 122، مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ)۔

نتیجہ اور آخری نصیحت

حج اسلام کا عظیم فریضہ ہے، جسے معمولی سمجھنا یا بلا عذر ترک کرنا ایمان کے لیے خطرناک ہے۔ علماء کی متفقہ رائے یہ ہے کہ حج کی فرضیت قطعی ہے، اور ہر صاحب استطاعت مسلمان پر لازم ہے کہ فوراً حج ادا کرے۔ ترکِ حج کے نتائج سخت ہیں، اور یہ شخص اپنی آخرت کے لیے خطرناک اقدام کرتا ہے۔ اس لیے ہر مسلمان پر لازم ہے کہ استطاعت کے فوراً بعد حج کا اہتمام کرے اور اللہ کے قرب کی تلاش میں اس عظیم عبادت کو ادا کرے (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، جلد 6، باب الحج)

حج کی اقسام

حج اسلام کا پانچواں رکن اور ایک عظیم عبادت ہے۔ شریعتِ مطہرہ میں حج ادا کرنے کے تین طریقے منقول ہیں: حجِ افراد، حجِ قران اور حجِ تمتع۔ یہ تقسیم قرآنِ کریم، احادیثِ نبویہ ﷺ اور فقہاءِ امت کی تصریحات سے ثابت ہے، اور اسی کو متقدمین و متاخرین اہلِ علم نے اختیار فرمایا ہے۔ ذیل میں ان تینوں اقسام کی جامع وضاحت مستند حوالوں کے ساتھ پیش کی جاتی ہے۔

ارشادِ ربانی:۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ

ترجمہ: "پس جو شخص عمرہ کو حج کے ساتھ ملائے تو جو قربانی میسر ہو وہ لازم ہے۔" (قرآن مجید، سورۃ البقرہ:196)

اس آیتِ مبارکہ میں عمرہ کو حج کے ساتھ جمع کرنے اور ہدی (قربانی) کے وجوب کا ذکر ہے، جس سے حجِ تمتع اور حجِ قران دونوں پر استدلال کیا گیا ہے، کیونکہ دونوں صورتوں میں عمرہ اور حج ایک ہی سفر میں جمع ہوتے ہیں۔ (معارف القرآن، تفسیر سورۃ البقرہ:196)

حدیث مبارکہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يُهِلُّ بِهِمَا جَمِيعًا

ترجمہ: "میں نے رسول اللہ ﷺ کو حج اور عمرہ دونوں کا ایک ساتھ احرام باندھتے سنا۔" (صحیح مسلم، کتاب الحج، باب جواز القران)

اسی طرح متعدد روایات میں ہے کہ بعض صحابہؓ نے صرف حج کی نیت کی (افراد)، بعض نے تمتع کیا، اور بعض نے قران کیا۔ (صحیح بخاری، کتاب الحج)

حج کی تین اقسام کی تفصیل

1) حجِ افراد

تعریف: صرف حج کی نیت سے احرام باندھنا اور عمرہ شامل نہ کرنا۔

طریقہ: میقات سے حج کی نیت کر کے احرام باندھے، مکہ پہنچ کر طوافِ قدوم کرے (اگر چاہے)، پھر ایامِ حج میں وقوفِ عرفہ، مزدلفہ میں قیام، رمیِ جمرات، حلق یا قصر اور طوافِ زیارت ادا کرے۔

حکمِ قربانی: حجِ افراد کرنے والے پر ہدی واجب نہیں۔

الہدایہ میں ہے:

وَالْحَجُّ ثَلَاثَةُ أَوْجُهٍ: الْإِفْرَادُ، وَالْقِرَانُ، وَالتَّمَتُّعُ

"حج کی تین صورتیں ہیں: افراد، قران اور تمتع۔" (الہدایہ، کتاب الحج)

2)حجِ قران

تعریف: ایک ہی احرام میں حج اور عمرہ دونوں کی نیت کرنا۔

طریقہ: میقات سے حج اور عمرہ دونوں کی نیت کرے، مکہ پہنچ کر عمرہ کا طواف و سعی کرے لیکن احرام بر قرار رکھے، پھر ایامِ حج مکمل کر کے طوافِ زیارت کے بعد احرام کھولے۔

حکمِ قربانی: قران کرنے والے پر ہدی واجب ہے۔

فقہ کی کتاب میں ترتیبِ فضیلت یوں مذکور ہے:

وَأَفْضَلُهَا الْقِرَانُ ثُمَّ التَّمَتُّعُ ثُمَّ الْإِفْرَادُ

"ان میں سب سے افضل قران ہے، پھر تمتع، پھر افراد۔"(الدر المختار، کتاب الحج)

اسی طرح ایک اور معتبر کتاب میں ہے:

قران اس لیے افضل ہے کہ ایک احرام میں دو عبادتیں جمع ہوتی ہیں۔(بدائع الصنائع، کتاب الحج)

3)حجِ تمتع

تعریف: پہلے عمرہ ادا کرنا، احرام کھول دینا، پھر ایامِ حج میں دوبارہ احرام باندھنا۔

طریقہ: میقات سے عمرہ کی نیت، طواف و سعی، حلق یا قصر کے بعد احرام کھول دے، پھر 8 ذوالحجہ کو حج کا احرام باندھ کر مناسک ادا کرے۔

حکمِ قربانی: تمتع کرنے والے پر بھی ہدی واجب ہے۔

قرآنِ کریم کی مذکورہ آیت (البقرہ:196) اسی پر دلالت کرتی ہے۔(قرآن مجید، 2:196)

فتاویٰ و تفسیری کتب میں وضاحت

فتاویٰ کی معتبر کتب میں صراحت ہے کہ:

حج کی تین قسمیں ہیں: افراد، قران، تمتع

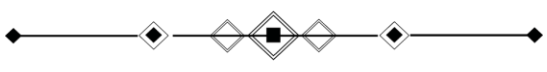

قران افضل ہے، قران اور تمتع میں ہدی واجب ہے، افراد میں واجب نہیں۔(فتاویٰ رشیدیہ، کتاب الحج / امداد الفتاویٰ، کتاب الحج / معارف القرآن، تفسیر سورۃ البقرہ:196)

خلاصہ کلام

حج کی تین مشروع اقسام ہیں: افراد، قران، تمتع۔

قرآنِ کریم، احادیثِ صحیحہ اور فقہ کی معتبر کتب سے ان کا ثبوت موجود ہے۔ قران اور تمتع میں قربانی واجب ہے، افراد میں نہیں۔ فقہِ حنفی کے مطابق قران سب سے افضل ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح علم، صحیح فہم اور اخلاص کے ساتھ حج ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

فرضیتِ حج
وَلِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا
ترجمہ:
اور اللہ کے لیے لوگوں پر اس گھر کا حج فرض ہے
جو بھی اس تک پہنچنے کی استطاعت رکھتا ہو۔
حج

حجِ بدل

تعریف اور اصل حکم

حجِ بدل سے مراد یہ ہے کہ کوئی شخص دوسرے کی طرف سے حج ادا کرے۔ اصولی قاعدہ یہ ہے کہ مالی عبادات میں نیابت مطلقاً جائز ہے، بدنی عبادات میں جائز نہیں، جبکہ مالی و بدنی مرکب عبادت (یعنی حجِ فرض) میں عجز کی صورت میں نیابت جائز ہے۔ (الدر المختار مع رد المحتار، 2/594؛ الفتاویٰ الھندیۃ، 1/257)

کن لوگوں کی طرف سے حجِ بدل جائز/واجب ہے؟

جس شخص پر استطاعت کی وجہ سے حج فرض ہو چکا ہو اور اس نے وقت پایا مگر ادا نہ کر سکا، پھر ایسا دائمی عذر لاحق ہو گیا کہ خود سفر پر قادر نہ رہا—مثلاً لاعلاج بیماری، نابینا ہونا، اپاہج یا مفلوج ہو جانا، یا بڑھاپے کی ایسی کمزوری کہ سفر ممکن نہ ہو—تو اس پر لازم ہے کہ اپنی طرف سے کسی کو حجِ بدل کے لیے بھیجے، یا (اگر خود نہ بھیج سکے) مرنے کے بعد اپنے مال سے حجِ بدل کی وصیت کرے۔ (بدائع الصنائع؛ الفتاویٰ الھندیۃ، 1/257)

اہم شرط: عجز کا موت تک باقی رہنا شرط ہے۔ اگر عذر عارضی تھا اور بعد میں صحت مل گئی تو پہلے کرایا ہوا حج کافی نہ ہو گا۔(الدر المختار مع رد المحتار، 2/594)

وصیت کے الفاظ

وصیت یوں کی جائے:

"میرے مرنے کے بعد میرے مال سے میری طرف سے حج بدل کرایا جائے۔"(الدر المختار مع رد المحتار، 2/594)

حجِ بدل کی بنیادی شرائط

1)اجازت(امر)

بغیر اجازت کسی زندہ شخص کی طرف سے حج درست نہیں؛ البتہ وارث اگر میت کی طرف سے حج کرے تو دلالتاً اجازت موجود سمجھی جاتی ہے۔(الفتاویٰ الھندیۃ، 1/257؛ردالمحتار، 2/594)

2)نیت عند الاحرام

احرام باندھتے وقت منوب عنہ (جس کی طرف سے حج ہے) کی نیت ضروری ہے، زبان سے کہنا بہتر ہے:

"لبیک عن فلان"

نام بھول جائے تو: "جس کی طرف سے بھیجا گیا ہوں اس کی طرف سے"۔(الدر المختار مع رد المحتار، 2/594؛الفتاویٰ الھندیۃ، 1/257)

3)خرچ منوب عنہ کے مال سے

حجِ بدل کا خرچ اسی کے مال سے (پورا یا غالب حصہ) ہو جس کی طرف سے حج کیا جا رہا ہے۔ اگر زیادہ خرچ اپنے مال سے کیا تو حج واقع نہ ہو گا۔(الفتاویٰ الھندیۃ، 1/257؛ردالمحتار)

4)اجرت کی شرط نہ ہو

حجِ بدل اجرت کے باقاعدہ عقد پر نہ ہو؛ یوں نہ کہے: "میں نے تمہیں اتنی رقم پر کرایہ پر لیا" بلکہ کہے: "میں تمہیں اپنی طرف سے حج کا حکم دیتا ہوں"۔(الدر المختار مع رد المحتار، 2/594)

5)مامور کی اہلیت

حجِ بدل کرنے والا مسلمان، عاقل، بالغ اور مناسک سے واقف ہو۔ صرورہ (جس نے پہلے اپنا حج نہ کیا ہو) سے بھی حجِ بدل جائز ہے، مگر افضل یہ ہے کہ پہلے اپنا حج کر چکا ہو۔ (رد المحتار، 2/594؛ الفتاویٰ الھندیۃ)

6)ایک ہی شخص کی طرف سے احرام

ایک وقت میں ایک ہی شخص کی طرف سے حج کا احرام باندھے؛ متعدد افراد کی طرف سے ایک احرام درست نہیں۔ (رد المحتار، 2/594)

7)وطن سے احرام

اگر میت کے مال میں وسعت ہو تو اس کے وطن سے حج کرایا جائے، کیونکہ اگر وہ خود کرتا تو وہیں سے کرتا۔ (رد المحتار، 2/594)

طریقۂ ادائیگی اور دیگر مسائل

حجِ بدل میں اصل حج منوب عنہ کی طرف سے واقع ہوتا ہے، مامور کا فرض ادا نہیں ہوتا۔ (رد المحتار، 2/594)

مامور کو چاہیے کہ آمر کی ہدایات کے مطابق عمل کرے اور مخالفت نہ کرے، ورنہ ضمان لازم ہو گا۔ (رد المحتار)

اگر آمر اجازت دے تو قران یا تمتع بھی کر سکتا ہے، ورنہ افراد کرے۔ بہتر ہے کہ آمر یوں کہہ دے:

"میری طرف سے جس طرح چاہو حج کر لینا۔" (ملا علی قاری، مناسک، ص 647)

مامور کو جانے سے واپسی تک اخراجات دیے جائیں، اور وہ امانت میں کامل دیانت اختیار کرے؛ زائد رقم واپس کرے۔ (الفتاویٰ الھندیۃ، 1/257)

حجِ بدل حجِ فرض میں عجز دائم کی صورت میں مشروع ہے، بشرطیکہ اجازت، نیت، منوب عنہ کے مال سے خرچ، اور دیگر شرائط کی رعایت کی جائے۔ درست طریقے سے ادا ہونے پر حج منوب عنہ کی طرف سے ادا ہو جاتا ہے اور اس کا فرض ساقط ہو جاتا ہے۔ (الدر المختار مع رد المحتار، 2/594؛ الفتاویٰ الھندیۃ، 1/257؛ بدائع الصنائع)

حجِ افراد

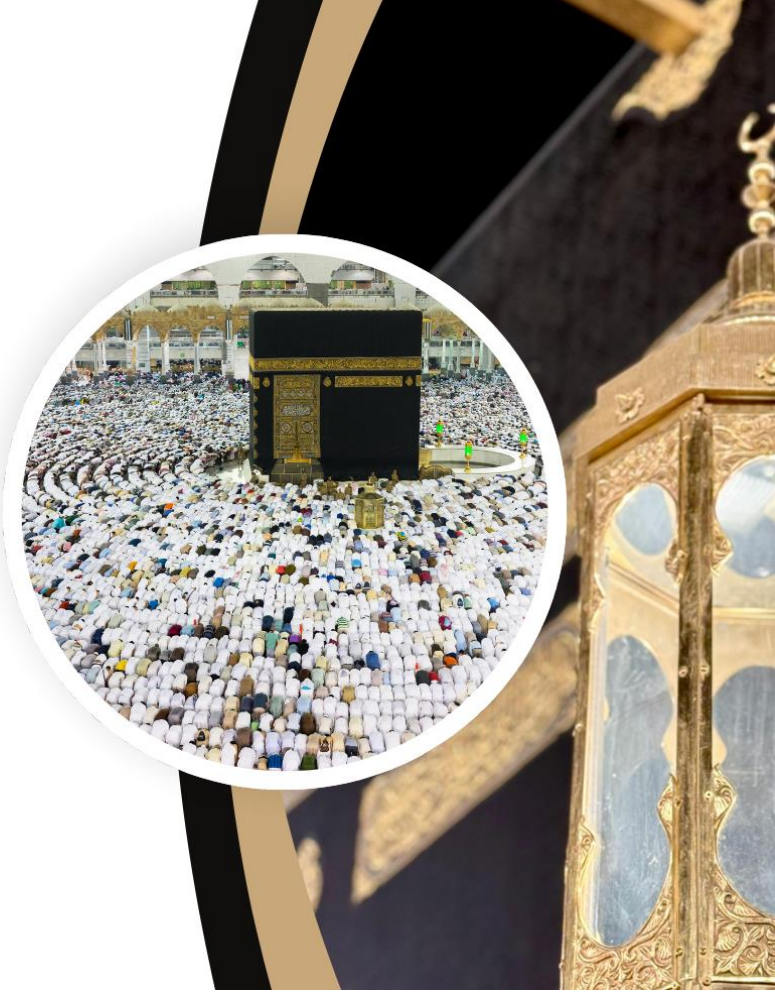

طوافِ قدوم کا حکم

جو شخص حدودِ حرم میں رہائش پذیر ہو اس پر طوافِ قدوم نہیں ہے، کیونکہ طوافِ قدوم آفاقی (باہر سے آنے والے) کے لیے سنت ہے۔ البتہ جو شخص حدودِ حرم سے باہر سے آیا ہو اور حجِ افراد کی نیت سے مکہ مکرمہ پہنچے تو وہ سب سے پہلے طوافِ قدوم ادا کرے گا۔ (الدر المختار مع رد المحتار، کتاب الحج، باب طواف القدوم؛ بدائع الصنائع، کتاب الحج؛ مولانا عاشق الٰہی مہاجر مدنی، غنیۃ الناسک، ص216، ادارۃ القرآن)

احرام اور نیت

حجِ افراد کرنے والا صرف حج کی نیت سے احرام باندھے گا۔ جو شخص پہلے سے حدودِ حرم میں مقیم ہو وہ آٹھ ذوالحجہ کی صبح منیٰ روانگی سے پہلے تک احرام باندھ سکتا ہے، تاہم آٹھ ذوالحجہ سے پہلے احرام باندھ لینا افضل ہے۔ (الہدایہ، کتاب الحج، باب الانواع الثلاثۃ؛ رد المحتار، کتاب الحج؛ غنیۃ الناسک، ص216)

آٹھ ذوالحجہ ــــ یومُ الترویہ

آٹھ ذوالحجہ کی فجر کی نماز کے بعد حاجی منیٰ روانہ ہو گا اور نو ذوالحجہ کی صبح تک وہیں قیام کرے گا، اور منیٰ میں قیام سنت ہے۔(بدائع الصنائع، کتاب الحج؛ الہدایہ، کتاب الحج)

نو ذوالحجہ ــــ یومِ عرفہ

نو ذوالحجہ کی فجر کے بعد حاجی عرفات جائے گا اور غروبِ آفتاب تک وہاں وقوف کرے گا، جو حج کا سب سے اہم رکن ہے۔ غروبِ آفتاب کے بعد وہ مزدلفہ کے لیے روانہ ہو گا، رات وہیں قیام کرے گا اور فجر کی نماز مزدلفہ میں ادا کرے گا۔(الہدایہ، کتاب الحج، باب الوقوف بعرفۃ؛ بدائع الصنائع، کتاب الحج؛ ردالمحتار، کتاب الحج)

دس ذوالحجہ

فجر کے بعد منیٰ واپس آئے گا اور بڑے شیطان (جمرۂ عقبہ) کی رمی کرے گا۔ رمی کے بعد حلق یا قصر کرا کے احرام سے نکل جائے گا، تاہم طوافِ زیارت سے پہلے بیوی اس پر حلال نہیں ہو گی۔(الدر المختار مع رد المحتار، کتاب الحج، باب رمی الجمار؛ فتح القدیر، کتاب الحج)

اس کے بعد طوافِ زیارت کرے گا، اور اس کے ساتھ صفا و مروہ کی سعی بھی ادا کرے گا۔ طوافِ زیارت دس ذوالحجہ کو کرنا افضل ہے، تاہم بارہ ذوالحجہ کی مغرب سے پہلے تک کسی بھی وقت کیا جا سکتا ہے۔(الہدایہ، کتاب الحج، باب طواف الزیارۃ؛ بدائع الصنائع، کتاب الحج)

گیارہ اور بارہ ذوالحجہ

گیارہ اور بارہ ذوالحجہ کو زوال کے بعد تینوں جمرات کی رمی کرے گا، اور زوال سے پہلے رمی کرنا درست نہیں۔ گیارہ ذوالحجہ کی رات منیٰ میں گزارنا بھی مسنون ہے۔(الہدایہ، کتاب الحج، باب رمی الجمار؛ ردالمحتار، کتاب الحج)

بارہ ذوالحجہ کی رمی سے فارغ ہونے کے بعد اگر وہ حدودِ حرم سے باہر کا رہائشی ہے تو وطن واپسی سے پہلے اس پر طوافِ وداع واجب ہے، اور اگر وہ حدودِ حرم کا رہائشی ہے تو اس پر طوافِ وداع نہیں اور اس کا حج مکمل ہو جائے گا۔(الدر المختار مع رد المحتار، کتاب الحج، باب طواف الصدر؛ بدائع الصنائع، کتاب الحج)

حجِ قران

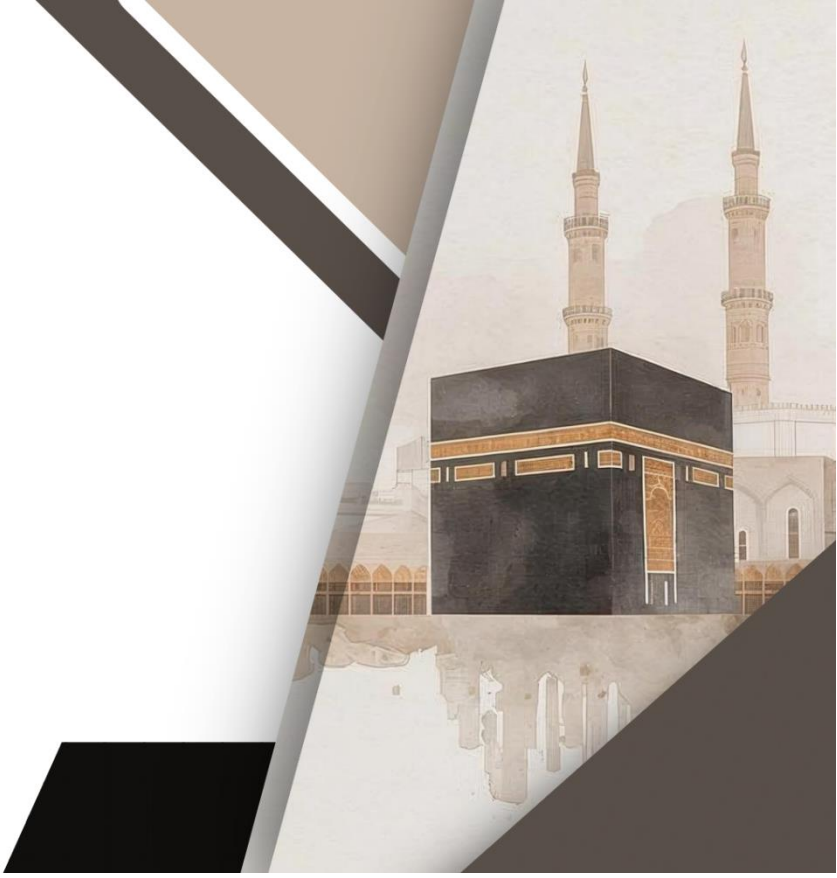

حج اور عمرہ دونوں کا احرام ایک ساتھ باندھ کر پہلے عمرہ ادا کرنا اور اسی احرام میں رہتے ہوئے پھر حج کے مناسک ادا کرنا حجِ قران کہلاتا ہے۔ فقہِ حنفی کے نزدیک حجِ قران تینوں اقسام (افراد، تمتع، قران) میں سب سے افضل ہے۔ (الہدایہ، کتاب الحج، باب الانواع الثلاثۃ؛ بدائع الصنائع، کتاب الحج؛ رد المحتار، کتاب الحج)

احرام اور نیت

حج کے مہینوں میں میقات پر پہنچ کر یا اس سے پہلے غسل وغیرہ سے فارغ ہو کر احرام کے کپڑے پہنے، دو رکعت نماز ادا کرے، اور میقات سے پہلے پہلے عمرہ اور حج دونوں کی نیت کر کے تلبیہ پڑھے۔ اسی سے قران کا احرام منعقد ہو جائے گا۔ (الہدایہ، کتاب الحج؛ بدائع الصنائع، کتاب الحج)

مکہ مکرمہ میں داخلہ اور عمرہ کا طواف

مکہ مکرمہ پہنچ کر مسجد الحرام میں آدابِ مسجد کے ساتھ داخل ہو۔ پہلے عمرہ کا طواف کرے، اور اس طواف میں مرد حضرات اضطباع (چادر کو دائیں بازو کے نیچے سے نکال کر بائیں کندھے پر ڈالنا) اور پہلے تین چکروں میں رمل کریں، بشرطیکہ بھیڑ نہ ہو۔

طواف سے فارغ ہو کر دو رکعت نماز مقام ابراہیم کے پیچھے ادا کرے، اگر وہاں جگہ نہ ملے تو مسجدِ حرام میں کہیں بھی پڑھ لے۔ پھر آبِ زمزم پی کر حجرِ اسود کا استلام کرے اور عمرہ کی سعی ادا کرے۔

سعی کے بعد عمرہ کے افعال مکمل ہو جائیں گے، لیکن حلق یا قصر نہیں کرے گا، کیونکہ حج کا احرام بدستور باقی ہے۔(الہدایہ، کتاب الحج، باب الطواف والسعی؛ رد المحتار، کتاب الحج)

طوافِ قدوم اور حج کی سعی

عمرہ سے فارغ ہونے کے بعد طوافِ قدوم ادا کرے، اور بہتر یہ ہے کہ وقوفِ عرفہ سے پہلے پہلے اس سے فارغ ہو جائے۔ اگر چاہے تو طوافِ قدوم کے بعد حج کی سعی بھی کر سکتا ہے۔ اس کے بعد احرام کی حالت میں مکہ مکرمہ میں قیام کرے اور آٹھ ذوالحجہ کو منیٰ روانہ ہو جائے۔(بدائع الصنائع، کتاب الحج؛ رد المحتار، کتاب الحج، باب طواف القدوم)

منیٰ، عرفات اور مزدلفہ

نو ذوالحجہ کو منیٰ سے عرفات جائے اور غروبِ آفتاب تک وقوف کرے، پھر مزدلفہ میں قیام کرے۔ منیٰ، عرفات اور مزدلفہ کے احکام میں حجِ قران اور حجِ افراد کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے۔(الہدایہ، کتاب الحج، باب الوقوف بعرفۃ؛ بدائع الصنائع، کتاب الحج)

دس ذوالحجہ کے اعمال

دسویں ذوالحجہ کو منیٰ میں جمرۂ عقبہ (بڑے شیطان) کی رمی کرے۔ اس کے بعد قران کے شکرانے کے طور پر حدودِ حرم میں قربانی (دمِ شکر) کرے، کیونکہ حجِ قران میں قربانی واجب ہے۔ پھر حلق یا قصر کرائے، اس سے احرام کی اکثر پابندیاں ختم ہو جائیں گی اور سلے ہوئے کپڑے پہن سکتا ہے، البتہ بیوی سے تعلق (جماع) طوافِ زیارت سے پہلے حلال نہیں ہو گا۔(الہدایہ، کتاب الحج، باب القران؛ بدائع الصنائع، کتاب الحج؛ رد المحتار، کتاب الحج)

طوافِ زیارت اور تکمیلِ حج

اس کے بعد طوافِ زیارت ادا کرے۔ اگر پہلے حج کی سعی نہ کی ہو تو طوافِ زیارت کے بعد سعی کرے۔ طوافِ زیارت کے بعد بیوی بھی حلال ہو جائے گی اور تمام پابندیاں ختم ہو جائیں گی۔

واپسی سے پہلے آفاقی (باہر سے آنے والا) طوافِ وداع بھی کرے۔ اس طرح حجِ قران کے تمام اعمال مکمل ہو جائیں گے۔(الدر المختار مع رد المحتار، کتاب الحج، باب طواف الزیارۃ وطواف الصدر؛ بدائع الصنائع، کتاب الحج)

حجِ تمتع

حجِ تمتع کی تعریف

"تمتع" کے لغوی معنی ہیں: کچھ مدت تک فائدہ اٹھانا۔

اصطلاحِ شرع میں حجِ تمتع یہ ہے کہ آدمی ایک ہی سفر میں پہلے عمرہ کرے، پھر احرام کھول دے، اور پھر اسی سال حج کے مہینوں میں نیا احرام باندھ کر حج ادا کرے۔ چونکہ عمرہ اور حج کے درمیان احرام کھول کر ممنوعاتِ احرام سے فائدہ اٹھانے کا موقع ملتا ہے، اس لیے اسے "حجِ تمتع" کہا جاتا ہے، بخلاف حجِ قران کے کہ اس میں احرام مسلسل باقی رہتا ہے۔ (الہدایہ، کتاب الحج، باب الانواع الثلاثۃ؛ بدائع الصنائع، کتاب الحج؛ رد المحتار، کتاب الحج)

حجِ تمتع کا اجمالی طریقہ

حجِ تمتع کرنے والا میقات یا اس سے پہلے صرف عمرہ کی نیت سے احرام باندھے گا اور حج کے مہینوں (شوال، ذیقعدہ اور ذی الحجہ کے ابتدائی ایام) میں عمرہ ادا کرے گا۔ عمرہ سے فارغ ہو کر حلق یا قصر کروا کر احرام کھول دے گا۔ پھر آٹھ ذی الحجہ کو حدودِ حرم میں حج کا احرام باندھے گا۔

دسویں ذی الحجہ کو رمی، قربانی (جو تمتع کرنے والے پر واجب ہے) اور حلق یا قصر کے بعد احرام سے حلال ہو جائے گا۔ دس سے بارہ ذی الحجہ کے درمیان طوافِ زیارت اور ایامِ تشریق کی رمی سے حج مکمل ہو جائے گا، اور واپسی سے پہلے طوافِ وداع کرنا واجب ہو گا۔ (بدائع الصنائع، کتاب الحج؛ الدر المختار مع رد المحتار، کتاب الحج؛ الہدایہ، کتاب الحج)

عمرہ کا طریقہ

مکہ مکرمہ پہنچ کر مسجد الحرام میں داخل ہو کر بیت اللہ کا طواف کرے۔ سات چکر حجر اسود سے شروع کر کے اسی پر ختم کرے۔ ہر چکر کے آغاز میں استلام کرے۔ مرد حضرات پہلے تین چکروں میں رمل کریں اور پورے طواف میں اضطباع کریں۔ عورتوں کے لیے رمل اور اضطباع نہیں ہے۔

طواف کے بعد دو رکعت نماز مقام ابراہیم کے پاس ادا کرے (اگر جگہ نہ ملے تو مسجدِ حرام میں کہیں بھی)۔ پھر آبِ زمزم پی کر صفا و مروہ کی سعی کرے۔ سات چکر مکمل کرنے کے بعد حلق یا قصر کروا کر احرام کھول دے۔ (الہدایہ، کتاب الحج، باب الطواف والسعی؛ رد المحتار، کتاب الحج)

حج کا احرام اور منیٰ روانگی

آٹھ ذی الحجہ کو غسل کر کے حج کا احرام باندھے۔ اگر چاہے تو نفلی طواف کے بعد سعی کر لے (یہ سعی مقدم ہو گی)، ورنہ طوافِ زیارت کے بعد سعی کرے گا۔ پھر منیٰ روانہ ہو اور آٹھ کی ظہر سے نو کی صبح تک وہاں قیام کرے۔ (بدائع الصنائع، کتاب الحج؛ رد المحتار، کتاب الحج)

وقوفِ عرفات اور مزدلفہ

نو ذی الحجہ کو عرفات پہنچ کر زوال کے بعد وقوف کرے جو حج کا رکنِ اعظم ہے۔ غروبِ آفتاب کے بعد مزدلفہ جائے اور وہاں مغرب و عشاء جمع کر کے ادا کرے، رات قیام کرے، فجر کے بعد وقوفِ مزدلفہ کرے اور کنکریاں جمع کرے۔ (الہدایہ، کتاب الحج، باب الوقوف بعرفۃ؛ بدائع الصنائع، کتاب الحج)

دس ذی الحجہ کے اعمال

دسویں تاریخ کو منیٰ میں جمرۂ عقبہ کی رمی کرے، پھر تمتع کی قربانی (دمِ شکر) کرے جو اس پر واجب ہے، پھر حلق یا قصر کروا کر احرام سے حلال ہو جائے۔ البتہ بیوی سے تعلق طوافِ زیارت سے پہلے حلال نہیں ہو گا۔

اس کے بعد مکہ آکر طوافِ زیارت کرے (یہ فرض ہے) اور اگر پہلے سعی نہ کی ہو تو اب سعی کرے۔ (الدر المختار مع رد المحتار، کتاب الحج؛ بدائع الصنائع، کتاب الحج)

ایامِ تشریق اور تکمیلِ حج

گیارہ اور بارہ ذی الحجہ کو زوال کے بعد تینوں جمرات کی رمی کرے اور رات منیٰ میں گزارے۔ اگر بارہ تاریخ کو غروب سے پہلے منیٰ چھوڑ دے تو تیرہ کی رمی لازم نہیں، ورنہ تیرہ کو بھی رمی کرے گا۔

طوافِ زیارت بارہ ذی الحجہ کے غروب سے پہلے کرنا واجب ہے، تاخیر کی صورت میں دم لازم ہو گا۔ واپسی سے پہلے طوافِ وداع کرے، یہ آفاقی پر واجب ہے۔ (الہدایہ، کتاب الحج؛ رد المحتار، کتاب الحج، باب رمی الجمار و طواف الصدر)

اہم مسائل

تمتع صرف آفاقی (میقات سے باہر رہنے والے) کے لیے ہے؛ اہلِ مکہ اور میقات کے اندر رہنے والوں کے لیے تمتع جائز نہیں۔

تمتع کرنے والے پر قربانی واجب ہے، جبکہ حجِ افراد میں واجب نہیں۔

حجِ تمتع میں طوافِ قدوم نہیں ہوتا۔

عورتوں کے لیے رمل اور اضطباع نہیں ہے۔ (بدائع الصنائع، کتاب الحج؛ رد المحتار، کتاب الحج)

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ
تکبیراتِ تشریق!
fb.com/MajlisIlmi
"حضرت علی رضی اللہ عنہ عرفہ (9 ذی الحجہ) کے دن نماز فجر سے ایام تشریق کے آخری دن (13 ذی الحجہ) کی نماز عصر تک تکبیر تشریق پڑھتے تھے۔" (مصنف ابن ابی شیبۃ: 5631)
9 ذی الحجہ کی فجر سے 13 ذی الحجہ کی عصر تک ہر فرض نماز کے بعد باجماعت یا تنہا نماز پڑھنے والے مرد پر ایک مرتبہ بلند آواز سے اور عورت پر ایک مرتبہ آہستہ آواز سے یہ تکبیر پڑھنا واجب ہے۔

میقات

(حج و عمرہ کے لیے راستے)

پاکستان کے زائرین کا میقات

پاکستان اور ہندوستان سے بذریعہ بحری راستہ حج و عمرہ کے لیے جانے والوں کا میقات "یلملم" ہے۔ البتہ ہوائی سفر کے دوران پاکستان سے سعودی عرب جانے والا جہاز عموماً "قرن المنازل" یا اس کی محاذات سے گزر کر جدہ پہنچتا ہے؛ اس لیے جو پاکستانی زائر حج یا عمرے کے لیے براہِ راست جدہ جا رہے ہیں، ان کے لیے اس مقام سے گزرنے سے پہلے احرام باندھنا ضروری ہو گا۔ البتہ اگر وہ پاکستان سے براہِ راست مدینہ جائیں، تو مکہ مکرمہ جاتے ہوئے میقات "ذوالحلیفہ" یعنی اہلِ مدینہ کا میقات ہو گا۔ (الفقہ الإسلامي وأدلتہ)

مواقیتِ خمسہ (پانچ میقات)

میقات کا نام	مقام	کن لوگوں کا میقات ہے	مکہ سے سمت
ذوالحلیفہ	بئر علی (مدینہ کے قریب)	اہلِ مدینہ اور اس راستے سے آنے والے	شمال مغرب
جحفہ	رابغ کے قریب	اہلِ شام، مصر اور مغربی ممالک	شمال مغرب
قرن المنازل	السیل الکبیر (طائف روڈ)	اہلِ نجد، خلیجی و مشرقی ممالک	مشرق
یلملم	السعدیہ کے قریب	اہلِ یمن، تہامہ، پاکستان و ہندوستان (بحری راستہ)	جنوب
ذات عرق	الضریبہ کے قریب	اہلِ عراق اور اس سمت سے آنے والے	شمال مشرق

فضائی وبحری تطبیق

پاکستان وہندوستان سے بحری راستے سے آنے والے عموماً جنوب کی سمت سے آتے ہیں، اس لیے ان کا میقات یلملم ہو گا۔

پاکستان سے براہِ راست جدہ آنے والی پروازیں مشرقی سمت سے داخل ہو کر قرن المنازل یا اس کی محاذات سے گزرتی ہیں، لہٰذا وہاں سے پہلے احرام لازم ہو گا۔

اگر پہلے مدینہ منورہ جائیں تو مدینہ سے مکہ آتے وقت ذوالحلیفہ سے احرام باندھیں گے۔

خلیجی ممالک (مثلاً دبئ، بحرین، ریاض) کی سمت سے آنے والی پروازیں بھی عموماً قرن المنازل یا اس کی محاذات سے گزرتی ہیں۔ (الفقه الإسلامي وأدلته)

خاندان اور اہلِ اسلام کے لیے
سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی دُعا
رَبِّ اجْعَلْنِي مُقِيمَ الصَّلَاةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِي رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاءِ رَبَّنَا
اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ (40-41 إبراهيم)
"اے میرے پروردگار! مجھے اور میری اولاد کو پکا نمازی بنا اور مولا!
میری دعا قبول فرما اور اے پروردگار! یوم حساب مجھے اور میرے
والدین اور سارے مومنوں کی مغفرت فرما۔"

عمرہ کا طریقہ

قدم بہ قدم

احرام کی تیاری اور نیت

عمرہ کا قصد کرنے والا سب سے پہلے احرام کی تیاری کرے: غسل کرے، اگر غسل ممکن نہ ہو تو وضو کرے۔ جسم پر ایسی خوشبو لگائے جو نظر نہ آئے۔ دو سفید چادریں تیار کرے: ایک تہبند کے لیے، دوسری اوپر اوڑھنے کے لیے۔ اگر میقات پر احرام باندھنا ممکن ہو تو وہاں 2 رکعت نفل ادا کرے، پھر تلبیہ اور عمرہ کی نیت کرے:

اللهم إني أريد العمرة، فيسرها لي، وتقبلها مني

اے اللہ! میں عمرہ کرنا چاہتا ہوں، اسے آسان فرما دیجیے اور قبول فرما لیجیے

اس کے بعد بلند آواز سے تین بار تلبیہ پڑھے:

لبیک اللهم لبیك، لبیك لا شریك لك لبیك إن الحمد والنعمة لك والملك، لا شریك لك.(معلم الحجاج، مولفہ: مفتی سعید احمد مظاہری رحمہ اللہ)

ممنوعات احرام

احرام میں درج ذیل کام منع ہیں:

1) خوشبو استعمال کرنا

2) ناخن کاٹنا

3) جسم سے بال دور کرنا(بال، مونچھ، داڑھی وغیرہ)

4) جماع اور بوس وکنار کرنا

5) عورتوں کی موجودگی میں پردے کی خلاف باتیں کرنا

6) مردوں کے لیے سلے ہوئے کپڑے پہننا

7) مردوں کا سر ڈھانپنا

8) عورتوں کا چہرہ ڈھانپنا یا کپڑا لگانا

9) مردوں کے لیے ٹخنے اور پاؤں کی ابھری ہوئی ہڈی کو ڈھکنا

10) خشکی کا شکار کرنا۔(حوالہ:لمافي الدر مع الرد: کتاب الحج، 3/545-546، رشیدیہ)

بیت اللہ میں داخلہ، طواف اور استلام

مسجد الحرام میں داخل ہوتے وقت اگر فرض نماز کا وقت نہ ہو تو طواف سے آغاز کرے۔ مطاف میں داخل ہوتے ہوئے مرد اضطباع کرے(دائیں کاندھے پر اوپر والی چادر ڈالے)۔ طواف حجر اسود سے شروع کرے، طواف کی نیت کرے۔ حجر اسود کے سامنے کھڑے ہو کر ہاتھ کانوں تک اٹھا کر بسم اللہ اور اللہ اکبر کہے، پھر:

اگر ممکن ہو تو حجر اسود کو بوسہ دے، نہیں تو ہاتھ لگا کر چومے، اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو ہاتھ سے اشارہ کرے، سات چکر مکمل کرے، پہلے تین میں رمل کرے۔ ہر چکر میں رکن یمانی کا استلام کرے(صرف دائیں ہاتھ سے چھو کر)۔ رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان یہ دعا پڑھے:

ربنا آتنا في الدنيا حسنة وفي الآخرة حسنة وقنا عذاب النار۔(إرشاد الساري، باب دخول مكة، ص: 144، دار الكتب العلمية)

نماز طواف اور آب زم زم

سات چکروں کے بعد مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعت نماز طواف ادا کرے۔ آب زم زم پی کر دعا کرے، ملتزم کے قریب ممکن ہو تو وہاں بھی دعا کرے، بصورت دیگر سیدھے کھڑے ہو کر دعا کرے۔(غنية الناسك، باب السعي بين الصفا والمروة، ص: 208-209، المصباح لاهور)

سعی صفا اور مروہ

حجر اسود کا استلام کرنے کے بعد صفا کی طرف جائے اور اس پر چڑھ کر کہے:

إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللهِ، أَبْدَأُ بِمَا بَدَأَ اللهُ بِه

قبلہ رخ ہو کر تین مرتبہ "اللہ اکبر" کہے۔ پھر تین مرتبہ یہ دعا پڑھے:

لا إله إلا الله وحده لا شريک له، له الملک وله الحمد يحيي ويميت وهو على كل شيءٍ قدير، لا إله إلا الله وحده، أنجز وعده، ونصر عبده، وهزم الأحزاب وحده

صفا سے مروہ تک ہر چکر میں مرد دوڑیں، عورت معمولی چلتی ہوئی۔ سات چکر مکمل ہونے کے بعد نفل نماز پڑھے۔ (صحیح مسلم، کتاب الحج، رقم 2950، ص: 514، دار السلام)

بال کٹوانا اور احرام کھولنا

مرد: سر کے بال منڈوائے یا ایک پورے کے برابر کٹوائے

اہم مسئلہ: حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک اِحرام کھولنے کے لیے کم سے کم چوتھائی سر کے بالوں کا ایک پورے کی مقدار کاٹنا شرط ہے۔ اس لیے جو لوگ چند بال کاٹ لیتے ہیں ان کا اِحرام نہیں کھلتا اور اسی حالت میں ممنوعات کا ارتکاب کرنے کی وجہ سے ان پر دَم لازم آتا ہے۔ (۴/ ۱۳۰، بعنوان: اِحرام کھولنے کے لیے کتنے بال کاٹنے ضروری ہیں؟)

عورت: ایک پورے کے برابر بال کٹوائے

احرام کی پابندیاں ختم اور عام لباس پہن لے۔ (معلم الحجاج، مولفہ: مفتی سعید احمد مظاہری رحمہ اللہ)

۸ ذِی الحجہ (حج کا پہلا دن)

حج واحرام کی تیاری:

۸ ذِی الحجہ کی پہلی رات کو حج شروع کرنے اور منیٰ جانے کی تیاری مکمل کریں۔ سر کے بال سنواریں، مونچھیں اور ناخن کاٹیں، زیر ناف اور بغل کے بال صاف کریں۔ (مناسک ملا علی قاری: ص ۹۶)

احرام، نفل، نیت اور تلبیہ:

صبح غسل یا وضو کریں اور احرام باندھ لیں۔ مرد اور خواتین کے لیے احرام کے طریقے عمرہ کے بیان میں گذر چکے ہیں۔

فضل یہ ہے کہ احرام باندھ کر مسجد الحرام جائیں، تحیۃ المسجد کی نیت سے طواف کریں اور اگر مکروہ وقت نہ ہو تو دو رکعت نفل ادا کریں۔ خواتین یہ نفل گھر پر پڑھ سکتی ہیں۔ (بخاری ۱/ ۱۲۰، مسلم ۱/ ۱۳۸، ابو داود ۱/ ۹۱، مناسک: ص ۱۸۷)

نفل کے بعد سر کھولیں اور دل سے نیت کریں، زبان سے بھی کر سکتے ہیں:

''اَللّٰھُمَّ إِنِّیْ أُرِیْدُ الْحَجَّ فَیَسِّرْہُ لِی وَتَقَبَّلْہُ مِنِّی''

ترجمہ: ''اے اللہ! میں حج کی نیت کرتا/کرتی ہوں، اسے میرے لیے آسان فرما دیجئے اور قبول فرمایئے'' (مناسک: ص ۷۳)

اس کے بعد تین مرتبہ تلبیہ پڑھیں اور دعائیں کریں۔

اب احرام کی پابندیاں شروع ہو گئی ہیں۔(غنیۃ الناسک: ص ۸۵)

منیٰ روانگی:

چار پانچ دن کا ضروری سامان ساتھ لے کر منیٰ روانہ ہوں۔ پیدل جانے کا موقع ہو تو زیادہ مستحب ہے۔ راستے میں تلبیہ اور ذکر جاری رکھیں۔(رد المحتار: ۳/ ۵۹۱، غنیۃ: ص ۱۶۲، مناسک: ص ۲۱۳)

منیٰ میں قیام:

۸ ذِی الحجہ کو منیٰ میں بس قیام کریں۔ نماز کے اوقات پر باجماعت نماز پڑھیں، دعا کریں، حج کے مسائل سنیں اور دوسروں کو عمل خیر کی ترغیب دیں۔

۹-۱۳ ذِی الحجہ تک ہر نماز کے بعد ایک مرتبہ تکبیر تشریق پڑھیں، مرد بلند آواز اور خواتین آہستہ پڑھیں۔(رد المحتار: ۳/ ۶۲۹، ۷۵، ۷۱)

۹ ذِی الحجہ (حج کا دوسرا دن)

عرفات روانگی:

طلوع آفتاب کے بعد عرفات روانہ ہوں۔ منیٰ سے عرفات تقریباً چھ میل دور ہے۔ اگر ممکن ہو تو پیدل جائیں۔ راستے میں تلبیہ پڑھیں۔(رد المحتار: ۳/ ۵۹۲، غنیۃ: ص ۱۴۷، ۱۶۲)

وقوف عرفات:

زوال کے قریب غسل یا وضو کریں اور غروب آفتاب تک وقوف کریں۔ حدود عرفات کا خاص خیال رکھیں۔(مناسک ملا علی قاری: ص ۱۹۱، ۲۰۴، رد المحتار: ۳/ ۵۹۲، غنیۃ: ص ۱۶۰)

تلبیہ، ذکر و دعا:

”لَا إِلٰہَ إِلَّا اللہ، وَحْدَہُ لا شَرِیکَ لَہُ، لَہُ الْمُلْکُ، وَلَہُ الْحَمْدُ، یُحْیِی وَیُمِیتُ، وَھُوَ حَیٌّ لا یَمُوتُ، وَھُوَ عَلَی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیرٌ“

استغفار کریں، والدین، عزیز و اقارب اور امت مسلمہ کے لیے دعا کریں۔(مناسک ملا علی قاری: ص ۱۹۱، کتاب الدعاء للطبرانی:ص ۲۷۳)

نماز ظہر وعصر:

مسجد نمرہ میں ظہر وعصر کی نماز باجماعت ادا کریں۔(ہدایۃ:۱/ ۲۴۴، مناسک ملا علی قاری:ص ۱۹۵)

مزدلفہ روانگی اور نماز مغرب وعشاء:

غروب آفتاب کے بعد مزدلفہ روانہ ہوں۔ مغرب اور عشاء کی نمازیں ملا کر عشاء کے وقت باجماعت ادا کریں، اذان و اقامت ایک بار کہیں۔(ہدایۃ:۱/ ۲۴۷،غنیۃ:ص ۱۴۹، ۱۶۳)

۱۰ ذِی الحجہ (حج کا تیسرا دن)

نماز فجر اور وقوف:

فجر کی نماز باجماعت ادا کریں اور سورج نکلنے تک وقوف کریں۔(مناسک ملا علی قاری:ص ۲۲۱-۲۲۰)

کنکریاں:

مزدلفہ سے جمرہ عقبہ کی رمی کے لیے سات چنے کے برابر کنکریاں اٹھائیں۔(مناسک ملا علی قاری:ص ۲۲۲)

منیٰ واپسی اور وادی محسّر:

صبح منیٰ واپس جائیں۔ راستے میں وادی محسّر سے گزریں اور اللہ تعالیٰ کی عظمت کا ادراک کریں۔(مناسک ملا علی قاری: ص ۲۲۲-۲۲۱،غنیۃ:ص ۱۶۲)

جمرہ عقبہ کی رمی:

سات کنکریاں ستون کے نیچے ماریں اور دعاء پڑھیں:

''اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ حَجًّا مَبْرُورًا وَذَنْبًا مَّغْفُورًا''(کتاب الدعاء للطبرانی:ص ۲۷۶، مناسک ملا علی قاری:ص ۲۲۳، غنیۃ:ص ۱۷۰)

تلبیہ بند کریں اور قربانی کی تیاری کریں۔(بدائع الصنائع:ص۱۴۶)

قربانی:

حج تمتع یا قران کرنے والے حاجی پر قربانی واجب ہے۔ تین دن(۱۰،۱۱،۱۲ذِی الحجہ)میں انجام دی جاسکتی ہے۔(مناسک ملا علی قاری:ص۲۲۶،غنیۃ:ص۱۷۲،بدائع:۶/۲۸۵)

حلق یا قصر:

قربانی کے بعد مرد پورے سر کے بال منڈائیں اور عورت کو سر کے کم از کم چوتھائی بالوں سے ایک پورے(انگلی کے تہائی حصہ) کے بقدر قصر کرنا ضروری ہے،ورنہ دم لازم آئے گا،جو حدودِ حرم میں دینا لازم ہو گا۔(غنیۃ:ص۱۷۴-۱۷۳،بدائع:۳/۱۰۱، مرقاۃ:۵/۵۴۰)

طواف وسعی(طواف زِیارت)

طواف زِیارت:

حلق یا قصر کے بعد غسل یا وضو کر کے مکہ واپس جائیں اور طواف زِیارت کریں۔ طواف باوضو کرنا واجب ہے۔(مناسک:ص ۲۳۲،غنیۃ:ص۱۷۶،ہندیۃ:۱/۲۱۹)

سعی:

طواف کے بعد ملتزم پر دعا کریں،زَمزم پئیں اور صفاو مروہ کی سعی کریں۔(مناسک:ص۲۳۶،غنیۃ:ص۱۷۷)

منیٰ واپسی:

سعی کے بعد منیٰ واپس جائیں اور رات یہاں گزاریں۔(مناسک:ص۲۳۶-۲۳۴،غنیۃ:ص۱۷۹-۱۷۸)

۱۲-۱۱ذِی الحجہ(چوتھا و پانچواں دن)

جمرات کی رمی:

۳جمرات پر سات سات کنکریاں ماریں۔(بدائع الصنائع:۳/۱۴۹،ردالمحتار:۳/۶۱۹،مناسک ملا علی قاری:ص۲۴۰)

دعا:

جمرہ اولیٰ اور وسطیٰ کے بعد دعا کریں۔ جمرہ عقبہ پر دعا کرنے کی ضرورت نہیں۔ (بدائع: ۳/ ۱۴۹، مناسک: ص ۲۴۲)

قیام یا واپسی:

۱۲ ذِی الحجہ کے بعد چاہیں تو منیٰ میں قیام کریں یا مکہ واپس آجائیں۔ (مناسک ملا علی قاری: ص ۲۴۳، غنیۃ: ص ۱۸۴)

مکہ معظمہ میں قیام:

مکہ میں قیام کے دوران زیادہ سے زیادہ نفلی طواف کریں اور والدین، اساتذہ اور امت کے لیے دعا کریں۔ (غنیۃ: ص ۱۳۷، ۱۸۹، ردالمحتار: ۳/ ۵۷۷)

طواف وداع

طواف وداع:

مکہ سے روانگی سے پہلے طواف وداع کریں۔ یہ بیرونی حاجیوں پر واجب ہے اور نفل طواف کی طرح ہوتا ہے۔ (مناسک ملا علی قاری: ص ۲۵۲، غنیۃ: ص ۱۹۰)

دعائیں اور وداع:

طواف کے بعد زَمزم پییں، ملتزم کے قریب جائیں، اور اللہ تعالیٰ سے حج کی قبولیت، مغفرت اور امت مسلمہ کی بھلائی کے لیے دعا کریں۔ (مناسک: ص ۲۵۵-۲۵۴، غنیۃ: ص ۱۹۲)۔

احرام یا حرم میں ممنوعات اور دم کی ضرورت

ممنوع اعمال

حج یا عمرہ کے دوران احرام کی حالت یا حرم کے اندر درج ذیل اعمال کرنا ناجائز ہے اور ان کا ارتکاب دم واجب کرتا ہے:

- بال کاٹنا
- ناخن کاٹنا
- سلا ہوا کپڑا پہننا
- جماع کرنا
- خوشبو لگانا
- تیل لگانا
- خشکی کا شکار کرنا
- حرم کے اندر شکار کرنا
- حرم کے درخت کاٹنا
- حج یا عمرہ کے کسی واجب کو چھوڑنا۔ (لما في التنوير مع الدر، كتاب الحج، باب الجنايات: ۳/ ۶۵۰، رشيدية)

فقہی وضاحت

ابن عابدین رحمہ اللہ نے فرمایا:

’’قوله: بسبب الإحرام أو الحرم) حاصل الأول سبعة نظمها الشيخ قطب الدين بقوله:محرم الإحرام يا من يدري إزالة الشعر وقص الظفر واللبس والوطء مع الدواعي والطيب والدهن وصيد البر زاد في البحر ثامنا: وهو ترك واجب من واجبات الحج وحاصل الثاني التعرض لصيد الحرم وشجره‘‘(كتاب الحج، باب الجنايات: ٣/ ٦٥٠، رشيدية)

احرام کی حالت میں ممنوع سات اعمال (بال، ناخن، کپڑا، جماع، خوشبو، تیل لگانا، شکار) حرم میں ممنوع اضافی اعمال (حرم کے درخت اور حرم میں شکار) کسی واجب حج کو چھوڑنا بھی دم کا باعث بنتا ہے۔

اگر کوئی حاجی یا معتمر مذکورہ اعمال میں سے کوئی بھی عمل کرتا ہے، تو اس پر دم واجب ہے۔ دم قربانی کے ذریعے ادا کی جاتی ہے اور یہ حج یا عمرہ کی حالت میں شرعی لحاظ سے کفارہ ہے۔

لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لاَ شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لاَشَرِيْكَ لَكَ
اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ
تلبیہ اور تکبیر
پڑھنے پر
جنت کی بشارت!
رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
’’تلبیہ پڑھنے والا جب تلبیہ پڑھتا ہے تو اسے خوشخبری سنائی جاتی ہے، اسی طرح تکبیر کہنے والا جب تکبیر کہتا ہے تو اسے بھی خوشخبری سنائی جاتی ہے۔ پوچھا گیا: یا رسول اللہ! کیا جنت کی خوشخبری سنائی جاتی ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہاں۔‘‘
(المعجم الاوسط للطبرانی:7779،حدیث صحیح)

آقائے نامدار ﷺ کے دربار میں حاضری

روانگی کا وقت

حج کے مکمل ہونے کے بعد مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کے لیے روانہ ہونا مستحب ہے۔

یہ سفر فوراً بھی کیا جا سکتا ہے اور چند دن رکنے کے بعد بھی۔

مقصد مسجد نبوی ﷺ کی زیارت اور وہاں عبادت کرنا ہے۔(مناسک ملا علی قاری:ص ۲۵۶-۲۵۵،غنیۃ الناسک:ص ۱۹۰)

سفر کے دوران آداب

سفر کے دوران تلبیہ اور ذکر جاری رکھنا مستحب ہے۔

راستے میں کسی جگہ عبادت یا دعاء کرنے کا موقع ملے تو اسے ضائع نہ کریں۔(مناسک ملا علی قاری:ص ۲۵۶،غنیۃ الناسک: ص ۱۹۰)

مدینہ منورہ پہنچ کر اعمال

مسجد نبوی ﷺ میں حاضری

پہلا عمل مسجد نبوی ﷺ میں حاضری دینا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"صَلٰوۃٌ فِیْ مَسْجِدِیْ ہٰذَا خَیْرٌ مِنْ أَلْفِ صَلٰوۃٍ فِیْمَا سِوَاہُ مِنَ الْمَسَاجِدِ إِلاَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ... فَإِنِّیْ اٰخِرُ الْأَنْبِیَائِ وَمَسْجِدِیْ اٰخِرُ الْمَسَاجِدِ."

یعنی میری اس مسجد میں نماز کا ثواب دیگر مساجد کے مقابلہ میں ایک ہزار نمازوں کے برابر ہے، سوائے مسجد حرام کے، اور میں آخری نبی ہوں اور میری مسجد آخری مسجد ہے۔(مسلم شریف ۱/۴۴۶حدیث:۱۳۹۴، بخاری شریف ۱/۱۵۸حدیث:۱۱۷۷)

ایک اور روایت میں فرمایا گیا:

"مسجد نبوی میں نماز کا ثواب پچاس ہزار نمازوں کے برابر ہے۔"(سنن ابن ماجہ:۱۴۱۳)

نبی ﷺ کے روضے پر حاضری دیں اور سلام کریں:

"السلام علیك یا رسول الله، السلام علینا وعلی عباد الله الصالحین"(بخاری: ۱/۱۲، مسلم: ۱/۱۳۸)

نماز باجماعت

مسجد نبوی ﷺ میں ہر فرض نماز باجماعت ادا کرنا مستحب اور زیادہ ثواب والا ہے۔(مناسک ملا علی قاری:ص ۲۵۶،غنیۃ الناسک:ص ۱۹۰)

مسلسل چالیس نمازیں پڑھنے کا فضیلت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"مَنْ صَلّٰی فِیْ مَسْجِدِیْ أَرْبَعِیْنَ صَلٰوۃ لاَ تَفُوْتُہٗ صَلٰوۃٌ کُتِبَ لَہٗ بَرَائَ ۃ مِنَ النَّارِ وَبَرَائَ ۃ مِنَ الْعَذَابِ وَبَرَائَ ۃ مِنَ النِّفَاقِ۔"

یعنی جس شخص نے مسجد نبوی میں چالیس نمازیں مسلسل ادا کیں، اسے جہنم، عذاب اور نفاق سے براءت ملتی ہے۔(رواہ احمد و الطبرانی فی الاوسط ۶/۲۱۱، خلاصۃ الوفاء ۱/۴۹۰)

اس لیے مدینہ منورہ میں ہر نماز کو مسجد نبوی میں باجماعت ادا کرنے کی کوشش کریں، اور کم از کم ایک مرتبہ قرآن مجید کی تلاوت مسجد نبوی میں مکمل کریں۔

روضہ مبارک پر دعا اور تسبیح

نبی ﷺ کے روضہ کے قریب کھڑے ہو کر دُعائیں کریں، قرآن کی تلاوت کریں اور سبحان اللہ، الحمدللہ، اللہ اکبر کے اذکار کریں۔ یہ زیارت آپ کی حج کی قبولیت کے لیے بھی باعث برکت ہے۔(غنیۃ الناسک:ص ۱۹۱)

دیگر مستحب اعمال

بقیع کی زیارت کریں۔

وہاں دعا، استغفار اور اپنی دنیا و آخرت کے لیے مناجات کریں۔

دن میں وقتاً فوقتاً عبادت اور مسجد نبوی ﷺ کی زیارت جاری رکھیں۔(مناسک ملا علی قاری:ص ۲۵۷،غنیۃ الناسک: ص ۱۹۲)

مدینہ میں قیام کی مدت

سنت موکدہ ہے کہ 3 دن یا زیادہ مدینہ منورہ میں قیام کریں تاکہ مسجد نبوی ﷺ اور روضہ رسول ﷺ کی زیارت مکمل ہو۔

کم از کم 1 دن قیام بھی جائز ہے، مگر زیادہ دن قیام ثواب زیادہ ہے۔(مناسک ملا علی قاری:ص ۲۵۷،غنیۃ الناسک:ص ۱۹۲)

آداب و اخلاق

مسجد اور حرم کے آداب کی پابندی کریں۔

وہاں کسی کو تکلیف نہ پہنچائیں اور خاموشی، ادب و احترام کے ساتھ زیارت کریں۔

نفل نماز، استغفار، دعا اور قرآن کی تلاوت پر زیادہ توجہ دیں۔(مناسک ملا علی قاری:ص ۲۵۸،غنیۃ الناسک:ص ۱۹۳)

حج کے بعد مدینہ جانا سنت موکدہ ہے۔

مسجد نبوی ﷺ کی زیارت، نبی ﷺ کو سلام، دعا، نماز اور قرآن کی تلاوت۔

کم از کم 1 دن، بہتر ہے 3 دن یا زیادہ قیام۔

راستے میں درود شریف کا ذکر جاری رکھیں اور آداب و اخلاق کا خیال رکھیں۔

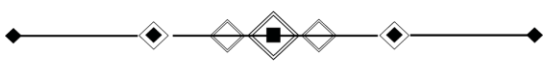

حاجیوں کا استقبال شرعی حیثیت اور آداب

اسلام میں حج ایک عظیم عبادت ہے اور جو مسلمان بیت اللہ کی زیارت اور حج کی سعادت حاصل کر کے واپس آتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی خاص رحمتوں اور برکتوں کے ساتھ لوٹتا ہے۔ اسی وجہ سے شریعتِ اسلامیہ میں حاجیوں کے استقبال کو پسندیدہ عمل قرار دیا گیا ہے۔ ان سے ملاقات کرنا، مصافحہ کرنا، معانقہ کرنا اور ان سے دعا کی درخواست کرنا مستحب اور نیک عمل سمجھا جاتا ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عمل سے بھی اس کی تائید ملتی ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ جب آپس میں ملتے تو مصافحہ کرتے تھے اور جب سفر سے واپس آتے تو ایک دوسرے سے معانقہ کرتے تھے۔ (المعجم الاوسط للطبرانی)

اسی طرح بزرگانِ دین اور سلف صالحین کا بھی یہی طریقہ رہا ہے کہ وہ حاجیوں کا استقبال کرتے، ان کا احترام کرتے اور ان سے دعا کی درخواست کرتے تھے۔ امام غزالی رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ سلف صالحین کی سنت یہ تھی کہ وہ مجاہدین کو رخصت کرتے اور حاجیوں کا استقبال کرتے، ان کی پیشانی کو بوسہ دیتے اور ان سے دعا کرواتے تھے، اور یہ سب کام اس امید کے ساتھ کرتے تھے کہ حج سے واپس آنے والا شخص گناہوں سے پاک ہو کر آتا ہے۔ (احیاء العلوم، کتاب اسرار الحج)

اسی بنا پر حاجیوں کے استقبال کے موقع پر انہیں پھولوں کے ہار پہنانا یا خوشی کا اظہار کرنا بھی جائز ہے، کیونکہ اس میں تکریم اور خوشی کا اظہار پایا جاتا ہے اور یہ شریعت کے اصولوں کے خلاف نہیں ہے۔

البتہ اس موقع پر ایسے امور سے اجتناب کرنا ضروری ہے جو شریعت کی حدود سے تجاوز کرتے ہوں، مثلاً حد سے زیادہ شور وغل، نعرے بازی یا ایسی رسمیں جو غیر ضروری ہنگامہ آرائی کا سبب بنیں۔ اسلام میں ہر کام اعتدال اور وقار کے ساتھ کرنے کی تعلیم دی گئی ہے، اس لیے حاجیوں کے استقبال میں بھی سادگی، ادب اور احترام کو ملحوظ رکھنا چاہیے۔

خلاصہ یہ ہے کہ حاجیوں کا استقبال کرنا، ان سے مصافحہ اور معانقہ کرنا، ان کی تعظیم کرنا اور ان سے دعا کی درخواست کرنا شرعاً پسندیدہ اور مستحسن عمل ہے، جبکہ غیر ضروری نعرے بازی اور شور شرابہ سے پرہیز کرنا چاہیے تاکہ اس مبارک موقع کی روح اور وقار برقرار رہے۔

سفرِ حج اور سفرِ آخرت کیلئے زادِ راہ!

ارشادِ خداوندی ہے:

"اور (حج کے سفر میں) زادِ راہ ساتھ لے جایا کرو۔ پس بہترین زادِ راہ تقویٰ ہے۔" (القرآن، البقرۃ:197)

اس آیت میں حجاج کرام کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ حج کے سفر میں ضروری سامان ساتھ رکھیں اور بغیر اشیائے ضروریہ کے سفر نہ کریں۔ اور ساتھ ہی اس بات کی طرف بھی تنبیہ کی گئی کہ آخرت کے سفر کا سامان تقویٰ ہے۔ لہٰذا جیسے دنیوی سفر کی تیاری کی جاتی ہے ایسے ہی آخرت کے سفر کی بھی تیاری کی جائے۔

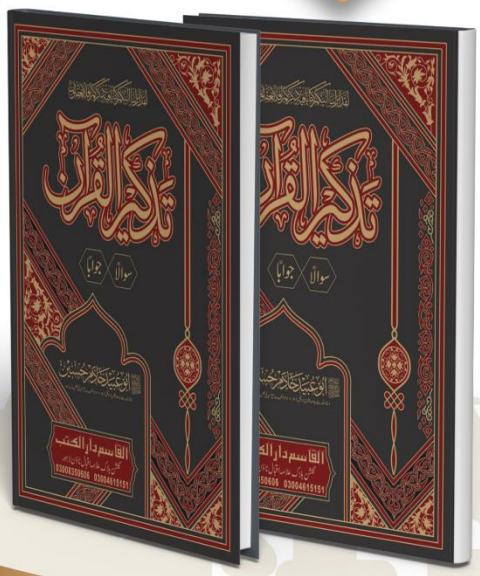

تذکیر القرآن

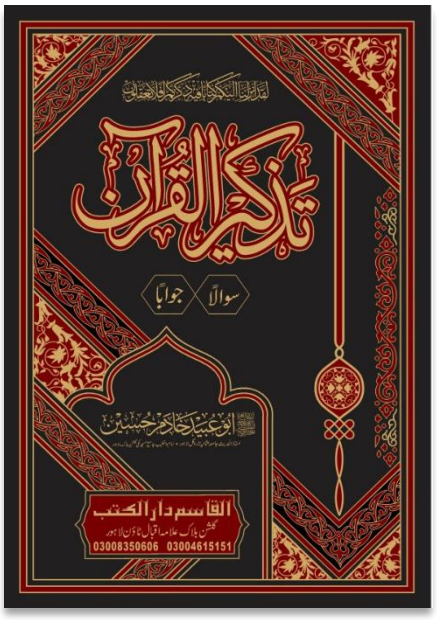

قرآنِ کریم، فرقانِ حمید، ربِّ کائنات کی وہ لاریب کتاب ہے جو انسانیت کے لیے کامل ہدایت اور ابدی مشعلِ راہ ہے۔ جو شخص قرآن کو مضبوطی سے تھام لیتا ہے، وہی حقیقی کامیابی سے ہمکنار ہوتا ہے۔ قرآنِ مجید کے علوم، اسرار اور جواہرات کو امت تک پہنچانے کے لیے علماءِ کرام نے ہر دور میں بے شمار خدمات انجام دی ہیں اور مختلف اسالیب میں عظیم الشان تفاسیر تصنیف کی ہیں۔

اسی مبارک سلسلے کی ایک اہم کڑی تفسیر "تذکیر القرآن" ہے۔ اس تفسیر کی نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ اسے سوال و جواب کے منفرد انداز میں مرتب کیا گیا ہے۔ یعنی قاری قرآن سے سوال کرتا ہے اور قرآنِ کریم خود اس کا جواب پیش کرتا ہے۔ اس طرزِ بیان سے قرآن کے مفاہیم کو سمجھنا نہایت آسان اور دلنشین ہو جاتا ہے۔

آج کی مصروف ترین زندگی میں، جب لوگوں کے پاس طویل مطالعے کے لیے وقت کم رہ گیا ہے، تفسیر "تذکیر القرآن" ایک عظیم نعمت سے کم نہیں۔ اگر کوئی شخص روزانہ قرآنِ کریم سے صرف ایک سوال بھی کرے اور اس کا جواب حاصل کرے تو اس کا تعلق قرآن سے مضبوط ہو جاتا ہے، زندگی کے لیے رہنمائی میسر آتی ہے اور وہ قرآن کے علوم سے بھی آشنا ہوتا چلا جاتا ہے۔

اس تفسیر کے مصنف استاذ العلماء، محبوب الطلباء، شیخ التفسیر والحدیث حضرت مولانا خادم حسین صاحب حفظہ اللہ ہیں۔ حضرت استادِ محترم نے اس کتاب کو اس انداز میں مرتب فرمایا ہے کہ زندگی کے ہر شعبے سے تعلق رکھنے والے اور علومِ قرآنیہ کے متلاشی افراد اس سے بھرپور استفادہ کر سکیں۔

اس سے قبل بھی حضرت استاد صاحب کے قلم سے نکلنے والی علمی و تحقیقی تصانیف، جیسے "مقاصد القرآن"، "مطالب القرآن" اور "عقد الجواھرات من خلاصۃ السور والآیات" منظرِ عام پر آچکی ہیں، جنہیں اہلِ علم میں بے حد پذیرائی حاصل ہوئی اور انہوں نے مقبولیت کے نئے ریکارڈ قائم کیے۔

یہ کتاب خوبصورت ڈیزائننگ، اعلیٰ معیار کے کاغذ اور مضبوط جلد کے ساتھ شائع کی گئی ہے، تاکہ قارئین کو ایک عمدہ اور معیاری پیشکش میسر آسکے۔